کے منشا کے خلاف کوئی حق حاصل نہیں ہے۔ تمہاری بیویاں جن کو تم اپنی کہتے ہو، اور تمہاری اولاد جن کو تم اپنی کہتے ہو، یہ بھی صرف اسیلیے تمہاری ہیں کہ تمہارے مالک کی دی ہوئی ہیں، لہذا تم کو ان سے بھی اپنی خواہش کے مطابق نہیں بلکہ مالک کے حکم کے مطابق ہی برتاؤ کرنا چاہیے۔ اگر اس کے خلاف کروگے تو تمہاری حیثیت غاصب کی ہوگی۔ جس طرح دوسرے کی زمین پر قبضہ کرنے والے کو تم کہتے ہو کہ وہ بے ایمان ہے، اسی طرح اگر دوسرے کی دی ہوئی چیزوں کو تم اپنا سمجھ کر اپنی مرضی کے مطابق استعمال کروگے، یا مالک کے سوا کسی اور کی مرضی کے مطابق ان سے کام لوگے تو وہی بے ایمانی کا الزام تم پر بھی آئیگا۔ اگر مالک کی مرضی کے مطابق کام کرنے میں کوئی نقصان ہوتا ہے تو ہوا کرے۔ جان جاتی ہے تو جائے۔ ہاتھ پاؤں ٹوٹتے ہیں تو ٹوٹیں، اولاد کا نقصان ہوتا ہے تو ہو۔ مال وجائداد برباد ہو تو ہوا کرے۔ تمہیں کیوں غم ہو؟ جسکی چیز ہے وہی اگر نقصان پسند کرتا ہے تو اس کو حق ہے۔ ہاں اگر مالک کی مرضی کے خلاف تم کام کرو اور اس میں کسی چیز کا نقصان ہو تو بلاشبہ تم مجرم ہوگے کیونکہ دوسرے کے مال کو تم نے خراب کیا۔ تم خود اپنی جان کے بھی مختار نہیں ہو۔ مالک کی مرضی کے مطابق جان دوگے تو مالک کا حق ادا کروگے۔ اس کے خلاف کام کرنے میں جان دوگے تو یہ بے ایمانی ہوگی۔

دوسری بات یہ ہے کہ مالک نے جو چیز تمہیں دی ہے اسکو اگر تم مالک ہی کے کام میں صرف کرتے ہو تو کسی پر احسان نہیں کرتے۔ نہ مالک پر احسان ہے، نہ کسی اور پر۔ تم نے اگر اسکی راہ میں کچھ دیا، یا کچھ خدمت کی، یا جان دے دی، جو تمہارے نزدیک بہت بڑی چیز ہے، تب بھی کوئی احسان کسی پر نہیں کیا۔ زیادہ سے زیادہ جو کام تم نے کیا وہ بس اتنا ہی تو ہے کہ مالک کا حق جو تم پر تھا وہ تم نے ادا کر دیا۔ یہ کونسی ایسی بات ہے جس پر کوئی پھولے اور فخر کرے اور یہ چاہے کہ اسکی تعریفیں کی جائیں اور یہ سمجھے کہ اس نے کوئی بہت بڑا کام کیا ہے جس پر اسکی بڑائی تسلیم کی جائے۔ یاد رکھو کہ سچا مسلمان مالک کی راہ میں کچھ صرف کرنے یا کچھ خدمت کرنے کے بعد پھولتا نہیں ہے، بلکہ خاکساری اختیار

کرتا ہے۔ فخر کرنا کارِ خیر کو برباد کر دیتا ہے۔ تعریف کی خواہش جس نے کی اور اسکی خاطر کوئی کارِ خیر کیا، وہ خدا کے ہاں کسی اجر کا مستحق نہ رہا، کیونکہ اس نے تو اپنے کام کا معاوضہ دنیا ہی میں مانگا اور یہیں اس کو مل بھی گیا۔

بھائیو، اپنے مالک کا احسان دیکھو کہ وہ اپنی چیز تم سے لیتا ہے، اور پھر کہتا ہے کہ یہ چیز میں نے تم سے خریدی اور اسکا معاوضہ میں تمہیں دونگا۔ اللہ اکبر! اس شانِ جود و کرم کا بھی کوئی ٹھکانا ہے۔ قرآن میں ارشاد ہوتا ہے کہ اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَھُمْ وَاَمْوَالَھُمْ بِاَنَّ لَھُمُ الْجَنَّۃَ ۔ (یعنی اللہ نے ایمانداروں سے ان کی جانیں اور ان کے مال خرید لیے ہیں اس معاوضہ میں کہ ان کے لیے جنت ہے) یہ تو مالک کا برتاؤ تمہارے ساتھ ہے۔ اب ذرا اپنا برتاؤ بھی دیکھو۔ جو چیز مالک نے تم کو دی تھی، اور جس کو مالک نے پھر تم سے معاوضہ دیکر خرید بھی لیا، اس کو تم غیروں کے ہاتھ بیچتے ہو، نہایت ذلیل معاوضے لیکر بیچتے ہو، وہ مالک کی مرضی کے خلاف تم سے کام لیتے ہیں، اور تم یہ سمجھ کر انکی خدمت کرتے ہو کہ گویا رازق وہ ہیں۔ تم اپنے دماغ بیچتے ہو، اپنے ہاتھ پاؤں بیچتے ہو، اپنے جسم کی طاقتیں بیچتے ہو، اور وہ سب کچھ بیچتے ہو جسکو خدا کے باغی خریدنا چاہتے ہیں۔ اس سے بڑھ کر بد اخلاقی اور کیا ہو سکتی ہے؟ بکی ہوئی چیز کو پھر بیچنا قانونی اور اخلاقی جرم ہے۔ دنیا میں اس پر دغابازی اور فریب دہی کا مقدمہ چلایا جاتا ہے۔ کیا تم سمجھتے ہو کہ خدا کی عدالت میں اس پر مقدمہ نہیں چلایا جائیگا؟

کلمۂ طیبہ اور کلمۂ خبیثہ

برادران اسلام - پچھلے خطبہ میں کلمۂ طیبہ کے متعلق میں نے آپ سے کچھ کہا تھا - آج پھر اسی کلمہ کی کچھ اور تشریح میں آپ کے سامنے بیان کرونگا، اسلیے کہ یہ کلمہ ہی اسلام کی بنیاد ہے، اسی کے ذریعہ سے آدمی اسلام میں داخل ہوتا ہے، اور مسلمان حقیقت میں بن نہیں سکتا جب تک کہ وہ اس کلمہ کو پوری طرح سمجھ نہ لے، اور اپنی زندگی کو اس کے مطابق نہ بنا لے -

اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب مجید میں اس کلمہ کی تعریف اس طرح فرمائی ہے:

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَاءِ تُؤْتِيْٓ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍۢ بِاِذْنِ رَبِّهَا - وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ - وَمَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيْثَةٍ كَشَجَرَةٍ خَبِيْثَةِ ِۨاجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ الْاَرْضِ مَا لَهَا مِنْ قَرَارٍ - يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ وَيُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِيْنَ وَيَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَاءُ -

یعنی کلمۂ طیبہ کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی اچھی ذات کا درخت ہو جس کی جڑیں زمین میں خوب جمی ہوئی ہوں اور جس کی شاخیں آسمان تک پھیلی ہوئی ہوں، اور جو ہر وقت اپنے پروردگار کے حکم سے پھل پر پھل لائے چلا جاتا ہو ـــــ اس کے برعکس کلمۂ خبیثہ یعنی بُرا اعتقاد اور جھوٹا قول ایسا ہے جیسے ایک بد ذات خود رو پودا کہ وہ بس زمین کے اوپر ہی اوپر ہوتا ہے اور ایک اشارہ میں جڑ چھوڑ دیتا ہے، کیونکہ اسکی جڑ گہری جمی ہوئی نہیں ہوتی -

یہ ایسی بے نظیر مثال اللہ تعالیٰ نے دی ہے کہ اگر تم اس پر غور کرو تو بڑا سبق اس میں تمہیں ملیگا۔ دیکھو! تمہارے سامنے ہی دونوں قسم کے درختوں کی مثالیں موجود ہیں۔ ایک تو یہ آم کا درخت ہے۔ کتنا گہرا جما ہوا ہے۔ کتنی بلندی تک اٹھا ہوا ہے۔ کتنی اس کی شاخیں پھیلی ہوئی ہیں۔ کتنے اچھے پھل اس میں لگتے ہیں۔ یہ بات اسے کیوں حاصل ہوئی؟ اسلیے کہ اسکی گٹھلی زور دار تھی، اُس کو درخت بننے کا حق حاصل تھا، اور وہ حق اتنا سچا تھا کہ جب اس نے اپنے حق کا دعویٰ کیا تو زمین نے، پانی نے، ہوا نے، دن کی گرمی نے اور رات کی ٹھنڈک نے، غرض ہر چیز نے اسکے حق کو تسلیم کیا اور اُس نے جس سے جو کچھ مانگا، ہر ایک نے وہ اسکو دیا۔ اس طرح وہ اپنے حق کے زور سے اتنا بڑا درخت بن گیا۔ اور اپنے میٹھے پھل دے کر اس نے ثابت بھی کر دیا کہ حقیقت میں وہ اسی قابل تھا کہ ایسا درخت بنے۔ اور زمین و آسمان کی ساری قوتوں نے مل کر اگر اس کا ساتھ دیا تو کچھ بیجا نہیں کیا بلکہ ان کو ایسا کرنا ہی چاہیے تھا، اسلیے کہ درختوں کو غذا دینے اور بڑھانے اور پکانے کی جو طاقت زمین اور پانی اور ہوا اور دوسری چیزوں کے پاس ہے وہ اسی کام کے لیے تو ہے کہ اچھی ذات والے درختوں کے کام آئے۔

اس کے مقابلہ میں یہ جھاڑ جھنکاڑ اور خودرو پودے ہیں۔ انکی بساط کیا ہے؟ ذرا سی جڑ کہ ایک بچہ اکھاڑ دے۔ نرم اور بودا اتنا کہ ہوا کے ایک جھونکے سے مرجھائیں۔ ہاتھ لگاؤ تو کانٹے سے تمہاری خبر لیں۔ چکھو تو منہ کا مزا خراب کر دیں۔ روز خدا جانے کتنے پیدا ہوتے ہیں اور کتنے اکھاڑے جاتے ہیں۔ ان کا یہ حال کیوں ہے؟ اسلیے کہ ان کے پاس حق کا وہ زور نہیں جو آم کے پاس ہے۔ جب اعلیٰ ذات کے درخت نہیں لگتے تو زمین بے کار پڑے پڑے اگتا جاتی ہے اور ان پودوں کو اپنے اندر جگہ دیدیتی ہے۔ کچھ مدد پانی کر دیتا ہے۔ کچھ ہوا اپنے پاس سے سامان دیدیتی ہے۔ مگر زمین و آسمان کی کوئی چیز بھی ایسے پودوں کا حق ماننے کے لیے تیار نہیں ہوتی، اسلیے نہ زمین اپنے اندر انکی جڑیں پھیلنے دیتی

سہے، نہ پانی ان کو دل کھول کر غذا دیتا ہے، اور نہ ہوا کچھ کھلے دل سے ان کو پروان چڑھاتی ہے۔ پھر جب اتنی سی بساط پر یہ خبیث پودے بدمزہ، خاردار اور زہریلے بن کر اُٹھتے ہیں تو واقع میں ثابت ہو جاتا ہے کہ زمین و آسمان کی طاقتیں ایسے پودے اُگانے کے لیے نہیں تھیں۔ انکو اتنی زندگی بھی ملی تو بہت ملی۔

ان دونوں مثالوں کو سامنے رکھو اور پھر کلمۂ طیب اور کلمۂ خبیث کے فرق پر غور کرو۔

کلمۂ طیب کیا ہے۔ ایک سچی بات ہے، ایسی سچی بات کہ دنیا میں اس سے زیادہ سچی بات کوئی ہو نہیں سکتی۔ سارے جہان کا خدا ایک اللہ ہے۔ اس چیز پر زمین اور آسمان کی ہر چیز گواہی دے رہی ہے۔ یہ انسان، یہ جانور، یہ درخت، یہ پتھر، یہ ریت کے ذرے، یہ بہتی ہوئی نہر، یہ چمکتا ہوا سورج، یہ ساری چیزیں جو ہر طرف پھیلی ہوئی ہیں، ان میں سے کونسی یہ چیز ہے جس کو اللہ کے سوا کسی اور نے پیدا کیا ہو، جو اللہ کے سوا کسی اور کی مہربانی سے زندہ اور قائم رہ سکے، جس کو اللہ کے سوا کوئی اور فنا کر سکتا ہو؟ پس جب یہ سارا جہان اللہ کا پیدا کیا ہوا ہے اور اللہ ہی کی عنایت سے قائم ہے اور اللہ ہی اس کا مالک اور حاکم ہے تو جس وقت تم کہو گے کہ "اس جہان میں اس ایک اللہ کے سوا کسی اور کی خدائی نہیں ہے" تو زمین و آسمان کی ایک ایک چیز پکاریگی کہ تو نے بالکل سچی بات کہی، ہم سب تیرے اس قول کی صداقت پر گواہ ہیں۔ جب تم اس کے آگے سر جھکاؤ گے تو کائنات کی ہر چیز تمہارے ساتھ جھک جائیگی کیونکہ یہ ساری چیزیں بھی تو اسی کی عبادت گذار ہیں۔ جب تم اس کے فرمان کی پیروی کرو گے تو زمین و آسمان کی ہر چیز تمہارا ساتھ دیگی کیونکہ یہ سب بھی تو اسی خدا کے فرماں بردار ہیں۔ جب تم اسکی راہ میں چلو گے تو تم اکیلے نہ ہو گے بلکہ کائنات کا بے شمار لشکر تمہارے ساتھ چلیگا کیونکہ آسمان کے سورج سے لیکر زمین کے ایک حقیر ذرہ تک ہر چیز ہر آن اُسی کی راہ میں تو چل رہی ہے۔ جب تم اس پر بھروسہ کرو گے تو کسی چھوٹی طاقت پر بھروسہ نہ کرو گے بلکہ اُس عظیم الشان طاقت پر بھروسہ کرو گے جو زمین اور آسمان کے سارے خزانوں

کی مالک ہے - غرض اس حقیقت پر جب تم نظر رکھو گے تو تم کو معلوم ہوگا کہ کلمۂ طیبہ پر ایمان لاکر جو انسان اپنی زندگی کو اُسی کے مطابق بنا لیگا، زمین و آسمان کی ساری طاقتیں اس کا ساتھ دینگی، دنیا سے لیکر آخرت تک وہ پھلتا اور پھولتا ہی چلا جائیگا، اور کبھی ایک لمحہ کے لیے بھی ناکامی و نامرادی اسکے پاس نہ آئیگی - یہی چیز اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائی ہے کہ یہ کلمہ ایسا درخت ہے جسکی جڑیں زمین میں جمی ہوئی ہیں اور شاخیں آسمان پر پھیلی ہوئی ہیں، اور ہر وقت یہ خدا کے حکم سے پھل لاتا رہتا ہے -

اس کے مقابلہ میں کلمۂ خبیثہ کو دیکھو - کلمۂ خبیثہ کیا چیز ہے؟ یہ کہ اس جہان کا کوئی خدا نہیں ہے یا یہ کہ اس ایک اللہ کے سوا کسی اور کی خدائی بھی ہے - غور کرو اس سے بڑھ کر جھوٹی اور بے اصل بات اور کیا ہو سکتی ہے؟ زمین اور آسمان کی کونسی چیز اس پر گواہی دیتی ہے؟ دہریہ کہتا ہے کہ خدا نہیں ہے - زمین اور آسمان کی ہر چیز کہتی ہے کہ تو جھوٹا ہے - ہم کو اور تجھ کو خدا ہی نے پیدا کیا ہے اور اسی خدا نے تجھ کو وہ زبان دی ہے جس سے تو یہ جھوٹ بک رہا ہے - مشرک کہتا ہے کہ خدائی میں دوسرے بھی اللہ کے شریک ہیں - دوسرے بھی رازق ہیں - دوسرے بھی مالک ہیں - دوسرے بھی فائدہ اور نقصان پہنچانے کی طاقت رکھتے ہیں - دوسرے بھی دعائیں سننے والے ہیں - دوسرے بھی ڈرنے کے لائق ہیں - دوسرے بھی بھروسہ کرنے کے قابل ہیں - اس خدائی میں دوسروں کا حکم بھی چلتا ہے - ان کا فرمان اور ان کا قانون بھی پیروی کے لائق ہے - اس کے جواب میں زمین اور آسمان کی ہر چیز کہتی ہے کہ تو بالکل جھوٹا ہے - ہر ہر بات جو تو کہہ رہا ہے یہ حقیقت کے خلاف ہے - اب غور کرو کہ یہ کلمہ جو شخص اختیار کریگا اور اسکے مطابق جو شخص زندگی بسر کریگا، دنیا اور آخرت میں وہ کیونکر پھل پھول سکتا ہے؟ اللہ نے اپنی مہربانی سے ایسے لوگوں کو مہلت دے رکھی ہے اور رزق کا وعدہ اسنے کیا ہے، اسلیے زمین اور آسمان کی طاقتیں کسی نہ کسی طرح اسکو بھی پرورش کرینگی جس طرح وہ جھاڑ جھنکاڑ اور خودرو پودوں کو بھی آخر پرورش کرتی ہی ہیں - لیکن کائنات کی کوئی چیز بھی اُس کا حق سمجھ کر اس کا ساتھ نہ دیگی اور نہ پوری طاقت کیساتھ اُسکی مدد کریگی وہ

انہی خودرو درختوں کی طرح ہوگا جنکی مثال ابھی آپ کے سامنے بیان ہوئی ہے۔

یہی فرق دونوں کے پھلوں میں ہے۔ کلمۂ طیب جب کبھی پھلے گا اس سے میٹھے اور مفید پھل ہی پیدا ہونگے۔ دنیا میں اس سے امن قائم ہوگا۔ نیکی اور سچائی اور انصاف کا بول بالا ہوگا۔ اور خلق خدا اس سے فائدہ ہی اٹھائیگی۔ مگر کلمۂ خبیث کی جتنی پرورش ہوگی اس سے خاردار شاخیں ہی نکلینگی۔ اس میں کڑوے کسیلے ہی پھل آئینگے۔ اسکی رگ رگ میں زہر ہی بھرا ہوا ہوگا۔ دنیا میں اپنی آنکھوں سے دیکھ لو۔ جہاں کفر اور شرک اور دہریت کا زور ہے وہاں کیا ہورہا ہے؟ آدمی کو آدمی پھاڑ کھانے کی تیاریاں کررہا ہے۔ آبادیاں کی آبادیاں تباہ کرنے کے سامان ہورہے ہیں۔ زہریلی گیسیں بن رہی ہیں۔ ایک قوم دوسری قوم کو برباد کردینے پر تلی ہوئی ہے۔ جو طاقتور ہے وہ کمزور کو غلام بناتا ہے صرف اسلیے کہ اس کے حصہ کی روٹی خود چھین کر کھا جائے۔ اور جو کمزور ہے وہ فوج اور پولیس اور جیل اور پھانسی کے زور سے دب کے رہنے اور طاقتور کا ظلم سہنے پر مجبور کیا جاتا ہے۔ پھر ان قوموں کی اندرونی حالت کیا ہے؟ اخلاق بد سے بدتر ہیں جن پر شیطان بھی شرمائے۔ انسان وہ کام کررہا ہے جو جانور بھی نہیں کرتے۔ مائیں اپنے بچوں کو اپنے ہاتھ سے ہلاک کرتی ہیں کہ کہیں یہ بچے ان کے عیش میں خلل نہ ڈال دیں۔ شوہر اپنی بیویوں کو خود غیروں کی بغل میں دیتے ہیں تاکہ اُنکی بیویاں اُنکی بغل میں آئیں۔ ننگوں کے کلب بنائے جاتے ہیں جن میں مرد اور عورت جانوروں کی طرح برہنہ ایک دوسرے کے سامنے پھرتے ہیں۔ امیر سود کے ذریعہ سے غریبوں کا خون چوس لیتے ہیں، اور مالدار ناداروں سے اس طرح خدمت لیتے ہیں کہ گویا وہ ان کے غلام ہیں اور صرف ان کی خدمت ہی کے لیے پیدا ہوئے ہیں۔ غرض اس کلمۂ خبیث سے جو پودا بھی جہاں پیدا ہوا ہے کانٹوں سے بھرا ہوا ہے اور جو پھل بھی اس میں لگتا ہے کڑوا اور زہریلا ہی ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ان دونوں مثالوں کو بیان فرمانے کے بعد آخر میں فرماتا ہے کہ یُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَةِ وَیُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِیْنَ۔ یعنی کلمۂ

طیب پر جو لوگ ایمان لائینگے اللہ ان کو ایک مضبوط قول کے ساتھ دنیا اور آخرت دونوں میں ثبات اور جماؤ بخشے گا اور اُن کے مقابلہ میں وہ ظالم لوگ جو کلمۂ خبیث کو مانینگے، اللہ اُن کی ساری کوششوں کو بھٹکا دیگا وہ کبھی کوئی سیدھا کام نہ کرینگے جس سے دنیا یا آخرت میں کوئی اچھا پھل پیدا ہو۔

بھائیو کلمۂ طیبہ اور کلمۂ خبیثہ کا فرق اور دونوں کے نتیجے تم نے سن لیے۔ اب تم یہ سوال ضرور کرو گے کہ ہم تو کلمۂ طیبہ کے ماننے والے ہیں پھر کیا بات ہے کہ ہم نہ پھلتے ہیں نہ پھولتے ہیں، اور کفار جو کلمۂ خبیثہ کے ماننے والے ہیں یہ کیوں پھل پھول رہے ہیں؟

اس کا جواب میرے ذمہ ہے اور میں جواب دونگا بشرطیکہ آپ میں سے کوئی میرے جواب پر برا نہ مانے بلکہ اپنے دل سے پوچھے کہ میرا جواب واقعی صحیح ہے یا نہیں۔

اول تو آپ کا یہی کہنا غلط ہے کہ آپ کلمۂ طیبہ کو مانتے ہیں اور پھر بھی نہ پھلتے ہیں نہ پھولتے ہیں۔ کلمۂ طیبہ کو ماننے کے معنی زبان سے کلمہ پڑھنے کے نہیں ہیں۔ اسکے معنی دل سے ماننے کے ہیں اور اس طرح ماننے کے ہیں کہ اس کے خلاف کوئی عقیدہ آپکے دل میں نہ رہے اور اس کے خلاف کوئی کام آپ سے ہو نہ سکے۔ میرے بھائیو! خدارا مجھے بتاؤ کیا تمہارا حقیقت میں یہی حال ہے؟ کیا سینکڑوں ایسے مشرکانہ اور کافرانہ خیالات تم میں نہیں پھیلے ہوئے ہیں جو کلمۂ طیبہ کے بالکل خلاف ہیں؟ کیا مسلمان کا سر خدا کے سوا دوسروں کے آگے نہیں جھک رہا ہے؟ کیا مسلمان دوسروں سے خوف نہیں کرتا؟ کیا وہ دوسروں کی مدد پر بھروسہ نہیں کرتا؟ کیا وہ دوسروں کو رازق نہیں سمجھتا؟ کیا وہ خدا کے قانون کو چھوڑ کر دوسروں کے قانون کی خوشی خوشی پیروی نہیں کرتا؟ کیا اپنے آپ کو مسلمان کہلانے والے عدالتوں میں جاکر یہ صاف نہیں کہتے کہ ہم شرع کو نہیں مانتے بلکہ رسم و رواج کو مانتے ہیں؟ کیا تم میں ایسے لوگ موجود نہیں ہیں جنکو دنیوی فائدوں کے لیے خدا کے قانون کی کسی دفعہ کو توڑنے میں ذرا تامل نہیں ہوتا؟ کیا تم میں وہ لوگ موجود نہیں ہیں جنکو کفار کے غضب کا ڈر ہے